حد زناء و قذف کے احکام کا تطبیقی ترجیحی مطالعہ تفسیر النکت کی روشنی میں

Analysis of Had e Zana and Qazf in the light of Tafseer Al-Nukat

Abdul Basit
Ph D Scholar, Islamic Studies Department,Lahore Garrison University, Lahore:abdulbasit@gmail.com
Dr Muhammad Waris Ali
Assistant Professor, Islamic Studies Department, Lahore Garrison University, Lahore:mwarisali@lgu.edu.pk

Abstract

Tafsir al-Nukat wal'oyun by al Māwardī (450 H) is commentary of the Qur'ān. This book was published in 1406 H by Aoqāf Department of Kuwait. Jurisprudencial issues have been discussed in this tafsir. In this article Issues of Ḥad e Zinā and Qazaf have been analysed and discussed. Different point of views of Islamic scholras have been discussed and analysed to solve the jurisprudencial issues about Ḥad Zinā and Qazaf. It has been tried to make conformity among the opinions of the jurists. Analytical and descriptive method of research has been adopted in this article. Selected text of al-Nukat and verses have been discussed about the matter under discussion. It can be concluded that al-Māwardī has also mentioned the viewpoint of other contemporary scholars in his book. He has prefered one opinion to other by arguments from Qur'ān and sunnah.

Keywords: Tafsir al-Nukat, al-Māwardī, Ḥad e Zinā and Qazaf

امام ماوردیؒ کی تفسیر النکت والعیون (متوفی ۴۵۰ھ) مکمل قرآن کی تفسیر ہے۔ سب سے پہلے ۱۴۰۶ھ میں باقاعدہ اوقاف کویت کی جانب سے اشاعت کی گئی، اس پر تحقیقی و تخریجی کام ہوئے ہیں۔ دارالکتب العلمیہ بیروت کا نسخہ ہے جو کہ چھ جلدوں میں ہے۔ اس پر سید بن عبدالمقصود کی تعلیق ہے، یہ تفسیر اہل علم کے ہاں بے حد مقبول ہے اور اس کا شمار متقدمین کی تفسیر میں ہوتا ہے۔ تفسیر طبری کے بعد یہ تفسیر معروف ہوئی اور نامور مفسرین اپنی تفاسیر میں ان کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں، ابن جوزی زادالمسیر میں، ابن تیمیہ اپنی تفسیر میں اور تفسیر قرطبیؒ میں بھی علامہ ماوردی کے تفسیری اقوال نقل کیے گئے ہیں۔

اللہ کریم نے اس کائنات کو پیدا فرمایا انسان اللہ کی مخلوقات میں اشرف المخلوقات ہے انسانوں میں قیام امن کے لیے اللہ کریم نے حدود کا نفاذ کا حکم دیا ہے جس سے جان اور مال عزت محفوظ رہتی ہیں نظام حدود سراسر رحمت باری ہے اگر اس کا صحیح طور پر قیام عمل میں لایا جائے جرائم کی روک تھام میں یہ بہت مؤثر ہے ان میں حد زناء اور حد قذف بھی ہے کسی کے نسب اور آبرو کو خراب نہ کیا جائے۔ شادی شدہ جرم کرے رجم اور غیر شادی شدہ تو کوڑے ہیں۔ اور محصن پاک دامن پر الزام پر اسی کوڑے ہیں۔ زیر تحقیق مقالہ میں تفسیر النکت میں حد زناء اور حد قذف کے مسائل میں مفسرین کے اقوال کا تطبیقی اور ترجیحی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

فاحشہ عورتوں کی تاحیات قید

ابتدائے اسلام میں ان کی سزا یہ تھی کہ گھر میں قید رکھو یہاں تک کہ موت آجائے:

وَ الّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا وَ الَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا [1]

"اور تمھاری عورتوں میں سے جو عورتیں بے حیائی کا کام سرانجام دیں تو ان پر اپنے درمیان سے چار گواہ کر لو پس اگر وہ شہادت دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ موت آجائے اگر مرد ایسا کریں تو انہیں سزا دو تکلیف پہنچاؤ۔"

---

[1] النساء۴: ۱۵-۱۶

Al Nisā, 4:15-16

تحقیق

علامہ ماوردی فرماتے ہیں اس آیت میں زناء کی ابتدائے اسلام کی سزا کا بیان ہے یہ ہلکی سزا ہے جس طرح شراب کا فوراً حرمت کا حکم نہیں آیا شرعی احکام میں سنۃ اللہ تدریج کی ہے اگر عورت برائی کرے گواہوں سے ثبوت پر گھروں میں قید کرنا تھا اور یہاں تک کہ دوسرا حکم نہ آجائے یا فوت ہو جائیں (اگرچہ یہ آیت نور اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ[2] سے منسوخ ہے) تو یہ سزا بطور تعزیر تھی نہ کہ از روئے حد تھی دلیل اس پر حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ یہاں تک کہ ان کو موت آجائے اور یہ تبدیل ہو گئی آیت الجلد کوڑے کی سزا سے غیر شادی شدہ کے حق میں اور شادی شدہ کے حق میں رجم ہے جو کہ عمل نبی سے ثابت ہے۔

علامہ ماوردی فرماتے ہیں: أَوْيَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلاً۔

یہاں تک کہ اللہ ان کے لیے کوئی راہ پیدا کر دے، نبی ﷺ کی حدیث نقل کی گئی ہے:

خُذُوا عَنِّي، خُذُوا عَنِّي، قَدْ جَعَلَ اللهُ لَهُنَّ سَبِيلًا، الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ، وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ، وَالرَّجْمُ [3]

"میرے سے یہ بات لے لو تحقیق اللہ ان کے لیے راہ پیدا فرمادی غیر شادی شدہ مرد و عورت ان کو سو کوڑے اور جلاوطنی اور شادی شدہ اس کو سو کوڑے اور رجم کرنا ہے۔"

علامہ ماوردی فرماتے ہیں: شادی شدہ کے حق میں کوڑے کی سزا یہ جمہور کا قول ہے یہ منسوخ ہے اس کو رجم کرنا ہے دوسری رائے حضرت قتادہؒ اور داؤد بن علیؒ فرماتے ہیں یہ آیت غیر شادی شدہ اور شادی شدہ دونوں کو شامل ہے۔

---

[2] النور ۲۴: ۲

Al Noor, 24:2

[3] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري، **صحيح مسلم**، كتاب الحدود، باب حد الزنا، رقم الحديث: 1690.

Muslim bin al Ḥajjāj, Abu al Ḥussain al Qushairī, Ṣaḥiḥ Muslim, Kitāb al Ḥudood, Bāb Ḥadizina, Raqam al Ḥadith:1690

سببِ اختلاف

یہ ہے کہ بعض نے اس کو حد اور بعض کہتے ہیں یہ موعد بالحد۔ اس آیت میں حد سے ڈرانا ہے۔ جنہوں نے کہا یہ حد ہے جیسے جمہور اُن کے مطابق آیۃ النور سے یہ منسوخ ہے کہ جس میں واضح حکم ہے اور جو وعید حد پر محمول کرتے ہیں اُن کے ہاں یہ حکم اب تک برقرار ہے جیسے قتادہ اور داؤد بن علی کی رائے ہے۔

وَ الَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا

"تم میں سے جو افراد ایسا کام کر لیں ان کو ایذا دو۔"

وَ الَّذٰنِ اس میں دو قول ہیں علامہ ماوردی کے بقول:

1- سُدی اور ابن زید فرماتے ہیں یہ آیت غیر شادی شدہ کے حق میں ہے۔

۲- یہ عام ہے غیر شادی شدہ اور شادی شدہ دونوں کو یہ حسن بصری اور عطاء کی رائے ہے۔[4]

ترجیح

اس حوالے سے جب جرم کا ثبوت ہو جائے علامہ طبریؒ نے اس آیت کو شادی شدہ کے حق میں رجم اور غیر شادی شدہ کے حق میں سو کوڑے سزاء تجویز کی اور روایت وہ ہے جو نبی ﷺ نے اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا[5] کے تحت ارشاد فرمائی کہ اللہ نے ان کے لیے حد مقرر فرمادی ہے البتہ روایت میں جلاوطنی بھی ہے امام ابو حنیفہؒ اس کو تسلیم نہیں کرتے امام شافعیؒ کے ہاں جلاوطنی بھی ہے اس کو مصلحت حاکم پر محمول کیا جا سکتا ہے تطبیق یوں قائم ہو سکتی ہے عادی مجرم ہو ماحول کو پاک کرنے کے لیے جلاوطن کر دے وگرنہ امام صاحب یہ بھی فرماتے ہیں جہاں جائے گا یہ برائی کرے گا بہرحال مصلحت حاکم پر منحصر ہے دوسری آیت وَ الَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا میں امام سُدی کا قول اس کو علامہ طبری نے ترجیح دی اس آیت میں غیر شادی شدہ اور پچھلی آیت میں شادی شدہ کا حکم ہے جو کہ قول نبی ﷺ سے منسوخ ہے یعنی پچھلی آیت وَ الّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ اس میں شادی شدہ کی سزا کا ذکر تھا جو کہ منسوخ ہے اس فرمان رسول ﷺ

[4] أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبیب البصري الماوردی، **النکت والعیون**، 462/1.
Abu Al- Ḥassan Alī bin Muḥammad bin Muḥammad bin Ḥabib al Baṣrī al Māwardī, Al nukat wal u'yūn ,1:462

[5] النساء ۴: ۱۵

Al Nisā, 4:15

سے خُذُوا عَنِّي، قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا. الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ سَنَةٍ[6] اورو الَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ میں غیر شادی شدہ مرد کو اس آیت کا مصداق قرار دے کر آیت النور میں بیان کردہ سزا سے منسوخ قرار دیا ہے آیت ہے اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا۔

قال أبوجعفر وأولى هٰذه الاقوال بالصَّواب فى تاويل قولهِ والَّذان يأتيٰنها منكم. قول مَنْ قال عُنى بِهِ البكران غيرالمحصنين أذازنيا وكان أحدهما رجلا والاٰخر أمرأةً.[7]

فَاٰذُوْهُمَا ''ان کو ایذا دو''۔

علامہ ماوردی فرماتے ہیں:

۱- ایذا باللسان توبیخ کرنا قتادہ اور سُدیؒ کی رائے ہے۔

۲- ضرب بالنعال جوتے سے مارنا۔

۳- مجمل ہے آیت سورہ نور بکر غیر شادی شدہ کے حق میں کوڑے اور ثیب کے حق میں رجم ہے جو سنت متواترہ سے ثابت ہے۔

تحقیق

قَالَ اَبُو جَعْفر وَأَ ول ا لأقوال علامہ جعفر طبریؒ فرماتے ہیں جب جرم ثابت ہو جائے ان کو ایذا کا حکم ہے یہ مجمل ہے یہ قولاً فعلاً ہو سکتی ہے اور آیت میں اس کی وضاحت نہیں نہ مخبر صادق ﷺ نے اس کی خبر دی فرمایا اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ آیت حکماً مقدم ہو اور والّتِیْ یا تین الفاحشۃ موخر ہے اگرچہ تلاوت کے اعتبار سے مقدم ہے تو اذی مقدم ہو پھر قید کرنا ہے۔ پھر رجم اور کوڑے کی سزا سے گزشتہ حکم کو منسوخ کر دیا تو تیسرے قول کو جو علامہ ماوردی نے نقل فرمایا ہے ترجیح دی ہے۔ علامہ طبریؒ نے پچھلی آیت میں رجم سنۃ النبی ﷺ سے ثابت

---

[6] ابن ماجۃ أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب حد الزنا، رقم الحدیث: 2550.
Ibne Māja Abu Abdullah Muḥammad bin Yazid al Qazwainī, Sunan Ibne Māja, Kitāb al Ḥudood Bāb Ḥadizina, Raqam al Ḥadith:2550

[7] ابو جعفر الطبری، جامع البیان فی تاویل القرآن، 501/4.

Abu Ja’far al Ṭabrī, Jām’e al Bayān fī Tāveel al Qur’ān, 4:501

ہے اور دوسری آیت میں حکم وَ الَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا کو آیۃ النور سے منسوخ قرار دیا ہے۔[8] خلاصہ کلام یہ ہے سورہ نساء کی آیت تلاوت کے اعتبار سے مقدم ہے مگر رجم کی سزاء کی وجہ سے منسوخ ہے تو سورۃ النور بکر غیر شادی شدہ کے حق میں کوڑے صریح ہے اور شادی شدہ کے حق میں رجم منسوخ التلا وہ مگر حکم سنت سے ثابت ہے'

زنا کی سزا سو کوڑے ہیں

اگر غیر شادی شدہ برائی کریں تو ان کی سزاء سو کوڑے ہیں اور یہ ریاست یا اس سے متعلقہ امور جن کے پاس ہیں وہ نافذ کریں۔

> اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ١ۖ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ١ۚ وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ [9]''زناکار عورت اور زناکار مرد ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور اللہ کے دین کے مقابلے میں تم کو ان پر شفقت نہ آئے اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کے وقت مومنوں کی ایک جماعت ہونی چاہیے۔''

تحقیق

علامہ ماوردیؒ فرماتے ہیں حد زنا آزاد پر سو کوڑے ہیں اور غیر شادی شدہ پر ایک سال جلاوطنی ہے اور نبی ﷺ کا فرمان ہے میرے سے اللہ کی فرمان کی بابت یہ بات لے لو اللہ نے برائی کرنے والی عورت کے لیے سبیل پیدا فرمائی ہے اور وہ سو کوڑے غیر محصن کو (غیر شادی شدہ) اور جلاوطنی ایک سال اور فرمایا عراقی حضرات جلاوطنی کے قائل نہیں (اشارہ احناف کی طرف ہے) کہ وہ صرف کوڑے کی سزا کے قائل ہیں اور شادی شدہ کی حد رجم ہے جو کہ سنت سے ثابت ہے وہ بیان ہے آیت باری تعالیٰ فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ

---

[8] أیضاً 4/505.

Ibid, 4:505

[9] النور ۲۴: ۲

Al Noor, 24:2

يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا[10] اس قول کے مطابق جو کہتے ہیں پہلے یہ سزا تھی پھر نبی ﷺ نے رجم کا حکم صادر فرمایا حضرت زر بن حبیش وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ ان کے پاس جو نسخہ تھا مصحف کا اس میں سورۃ احزاب کی آیت تھی۔ ألشيخ والشيخة أذ ازنيا فارجموهَا ألبتة نكالاً مِنَ اللّٰه واللّٰه عَزِيْزٌ حكيم۔[11]

امام نووی فرماتے ہیں:

"واجمع العلماء علىٰ وجوب جلدالذانى البكر مائة: ورجم المحصن وهوالثيب."

تمام علماء متفق ہیں حد کے وجوب پر کہ غیر محصن کو کوڑے سو لگائے جائیں اور محصن شادی شدہ کو رجم ہوگا۔ اور اہل قبلہ میں سے کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی سوائے خوارج جس کی وضاحت آرہی ہے۔[12]

علامہ صابونی فرماتے ہیں ابتدائے اسلام میں بطور تعزیر اس برائی پر حبس فی البیوت اور تو بیخاً ہاتھ زبان سے ایذاء دینا تھا یہاں تک کہ سورۃ النور میں واضح طور پر حکم آیا غیر محصن کے لیے کوڑے اور سنت متواترہ سے رجم شادی شدہ کے بارے میں۔[13]

حد زنا کوڑے تو قرآن سے ثابت ہے ہر زانی کو شامل ہے مگر سنت نبویہ سے رجم تھا اور خلفائے راشدین کے دور میں تھا اور طریق تواتر سے ثابت ہے اور بعض مسلمانوں پر ہوا رجم حضرت ماعز اور غامدیہ کو سوائے خوارج کے جو یہ کمزور دلیل دیتے ہیں:

۱- یہ رجم سخت سزا ہے اگر یہ مشروع ہوتا تو قرآن میں مذکور ہوتا۔

۲- اور غلام باندی کو پچاس کوڑے ہیں مگر رجم کی تنصیف نہیں۔

---

[10] النساء ۴: ۱۵

Al Nisā, 4:15

[11] أبوالحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري الماوردي، **النكت والعيون**، 71/4.

Abu Al-Ḥassan Alī bin Muḥammad bin Muḥammad bin Ḥabib al Baṣrī al Māwardī, Al nukat wal u'yūn ,4:71

[12] النووی، امام، **حاشیہ شرح صحیح مسلم**، :2/211.

Al Navvī, Imām, Ḥāshiah Sharaḥ Ṣaḥiḥ Muslim, 2:211

[13] محمد علی صابونی، **صفوۃ التفاسیر**، 280/3.

Muḥammad Alī Ṣābonī, Ṣufwat al Tafāsir, 3:280

۳- اور حکم عام ہے تمام زناء کاروں کو کوڑے کا مگر تخصیص کرنا محصن شادی شدہ کے ساتھ رجم کی قرآن کی مخالفت ہے۔

خوارج کے دلائل کا جواب

قرآن میں مذکور نہ ہونا رجم کا اس بات کی علامت نہیں کہ وہ شرعی حکم نہیں کتنے احکام ثبوت سنت سے ہے تفصیل قرآن میں نہیں حدیث سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے اتباع نے رسول ﷺ کا حکم دیا ہے وَ مَآ اٰتٰـکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰـكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا[14] اور خود نبی ﷺ کے فرمان میں ہے (خُذُوا عَنِّي، قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيلًا)[15] اور آگے وضاحت ہے (وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ، وَالرَّجْمُ)[16] باقی دوسری دلیل جہاں ذکر ہے سورۃ النساء میں کہ غلام باندی ان کی سزا کوڑے آزاد کے مقابلے میں: فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ[17] یہ سزا کوڑوں کی بات ہے رجم کی سزا کی بات نہیں ہے اس آیت میں اور انسان کے لیے ممکن نہیں رجم آدھا ہو سکے دوسرا آزاد اس کو سو کوڑے اور غلام کو جو پچاس لگتے ہیں کوڑے آزاد کے مقابلے میں جرم کی شناعت زیادہ ہے آزادی کی وجہ سے وہ فتنے سے امن میں ہے یہ آزادی زندگی ہے بہ نسبت غلامی کے جو موت ہے باقی یہ کہنا تیسری دلیل خوارج کی حکم عام ہے کوڑے کا اس کی تخصیص رجم کے ساتھ محصن کی کرنا قرآن کی مخالفت ہے یہ واضح بات ہے کہ کتنے احکام عام آتے ہیں قرآن میں اور تخصیص سنت نبویہ سے ہوئی مثلاً وَ السَّارِقُ وَ

---

[14] الحشر ۵۹: ۷

Al Ḥashar, 59:7

[15] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري، **صحیح مسلم**، کتاب الحدود، باب حد الزنا، رقم الحدیث:1690.

Muslim bin al Ḥajjāj, Abu al Ḥussain al Qushairī, Ṣaḥiḥ Muslim, Kitāb al Ḥudood, Bāb Ḥadizina, Raqam al Ḥadith:1690

[16] أیضا

Ibid

[17] النساء ۴: ۲۵

Al Nisā, 4:25

السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا[18] یہ ہر چوری کو عام ہے معمولی چوری کو بھی حالانکہ معمولی چیز پر قطع ید نہیں ہو سکتا حدیث نے ربع دینار یا دس درہم تک تخصیص کی ہے۔

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں تمام صحابہ اور سلف خلف علماء أئمۃ المسلمین رجم پر متفق ہیں خوارج کا انکار باطل ہے ثبوت رجم تواتر معنی سے ثابت ہے تمام مسلمان اس پر عمل پیرا رہے۔[19] حضرت عمر□ بصیرت آمیز بات فرماتے تھے کہ اللہ نے اُن کے دل میں اور زبان پر حق القاء فرماتے تھے۔ فرمایا: أنّ الله بعث محمدا ﷺ بِالحقِ وأنزل عَليهِ الكتابَ فكانَّ فيما أُنْزِلَ عليه أيةُ الرجم بیشک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

ان پر کتاب نازل فرمائی جس میں آیت رجم تھی یعنی ألشيخ والشيخة أذازنيا فارجموها ألبتة نكالا من الله ہم نے یہ آیت پڑھی یاد کی رسول ﷺ نے رجم کیا اور ہم نے کیا آپ ﷺ کی رحلت کے بعد اندیشہ ہوا کہ لوگوں پر ایک زمانہ گزر گیا پس کوئی کہنے والا کہے میں کتاب اللہ میں رجم نہیں پاتا تو وہ گمراہ ہو گا اس کو چھوڑنے سے جو کتاب میں ہے بیشک رجم برحق ہے محصن پر مرد و عورت جب ثابت ہو جائے جرم واللہ اگر لوگ یہ نہ کہتے یہ کتاب اللہ میں زیادتی ہے تو میں وہ آیت لکھوا دیتا۔

خلاصۂ کلام

یہ موضوع زیادہ طویل ہو گیا اہمیت کی وجہ سے تمام ائمہ متفق ہیں کوڑوں کی سزا پر البتہ ائمہ ثلاثہ اور احناف جلاوطنی کے حوالے سے متفق نہیں جانبین سے دلائل ہیں امام صاحب فرماتے ہیں ظاہر آیت سے صرف سو کوڑوں کا ذکر ہے جو مکمل حد ہے اگر جلاوطنی ہوتی تو قرآن میں ذکر ہوتا اگر یہ ہوتی نبی ﷺ صحابہ کو بتاتے روایت ہے کہ اگر زانیہ باندی ہو تو سزا دو پھر کرے تو بیچ دو: ولو بحبل شعر اگرچہ ایک رسی کے بقدر ہو اگر ہوتی جلاوطنی حد کا حصہ تو اس کو ذکر کیا جاتا أذا زنَتِ الاَمَۃ فتبيّنَ زَنَاهَا فَلْيجلدُها الحَدُّ ثم أنْ زَنَتَ فَلْيَبِعْهُا ولو بِحبلِ منْ شعرٍ۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں حضرت عبادہ بن صامت کی روایت ہے جس میں نبی ﷺ نے واضح فرمایا: وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ اور الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ سَنَةٍ. حضرت علی□ کا ارشاد ہے جو امام اعظم کی دلیل ہے: أذا زَنَی

---

[18] المائدہ ۵: ۳۸

Al Māida, 5:38

[19] شہاب الدین آلوسی، **روح المعانی**، 18/18.

Shihāb ul Deen Ālusī, Rooh ul Ma'ānī, 18:18

البِكران فأنَّهُما يَجْلِدَان ولا ينفيان لاَنَّ نفيهما فتنة لهما حضرت عمر نے ایک شخص ربیعہ بن اُمیہ شراب کی حد میں جلاوطن کیا تھا وہ ہرقل سے ملکر مرتد ہو گیا آپ نے فرمایا:فقال عمر لا أُغَرِّبُ بَعْدَهُ أحدًا۔

تطبیق

سبب اختلاف جانبین سے احادیث اور آثار ہیں دلائل کے اعتبار سے امام اعظمؒ کی بات اَقرب اُلی النصوص اور مصالح شریعت کے اعتبار سے بہتر ہے لیکن جلاوطنی کو اگر امام قاضی بہتر سمجھے یا اس کو تعزیر پر محمول کیا جائے گا کوڑے بطور حد اور جلاوطنی بطور تعزیر ہے اور نبی ﷺ نے بطور تعزیر جلاوطن کیا ایک شخص نے برائی کی جو کہ کنوارہ تھا کسی کی بیوی سے باپ نے سو بکریاں اور باندی آزاد بھی کی تھی نبی ﷺ نے فیصلہ رجم کا جلاوطنی کا صادر فرمایا بکریاں واپس کروائیں عورت پر فرمایا اعتراف جرم کرے رجم کرو شیخ محمد عل السالیس فرماتے ہیں نبی ﷺ نے کوئی مصلحت سمجھی اس کی جلاوطنی میں جیسے شراب کے برتن استعمال سے ابتدا میں روکا تاکہ ہر اعتبار سے بچیں بعد میں اجازت دے دی۔[20]

حدود کے قیام میں رحمدلی نہ ہو

وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ[21]

تحقیق

علامہ ماوردی فرماتے ہیں:

۱- حضرت عکرمہؒ نے فرمایا کہ رحم آجائے حد ساقط کردو نہ قائم کرو۔

۲- حضرت قتادۃ فرماتے ہیں ہلکی ضرب لگاؤ کہ وہ محسوس نہ کرے۔

---

[20] محمد علی، السائس، تفسیر آیات الاحکام، 110/3.
Muḥammad Alī, Al Sāis, Tafsir Āyāt al Aḥkām, 3:110

[21] النور ۲۴: ۲

Al Noor, 24:2

علامہ طبریؒ نے اس قول کو ترجیح دی ہے جو عکرمہؒ نے نقل فرمایا ہے: وأول الاقوال بالصواب ولا تأخذكم بهما رأفة فى أقامة حدوداللہ کہ جو اللہ نے لازم قرار دیا اس کے قائم کرنے میں رحم دلی نہ ہو کہ نہ کرو اور ایک تشریح یہ بھی کی ہے اللہ کے دین کی اطاعت کہ جو حد قائم کر رہے ہیں اس میں نرمی مت کرو۔ اور کم از کم حد مؤلم ہو تکلیف دہ ہو جارح نہ ہو۔[22]

حد قائم کرتے ہوئے لوگ موجود رہیں

وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ[23] اہل ایمان کی ایک جماعت حاضر ہو۔

تحقیق

علامہ ماوردی فرماتے ہیں اس میں چار قول ہیں:

۱- امام شافعیؒ نے فرمایا چار افراد یا اس سے زیادہ لوگ حاضر ہوں۔

۲- امام زہری نے کہا تین یا اس سے زائد۔

۳- عکرمہؒ نے فرمایا دو یا اس سے زائد۔

۴- ایک یا اس سے زائد حسن بصریؒ کی رائے ہے۔[24]

ترجیح

علامہ طبریؒ فرماتے ہیں بہتر بات یہ ہے کہ تھوڑی جماعت مسلمانوں کی حاضر ہو جائے قرآن نے عدد واضح نہیں کیا طائفہ عرب کے لوگ ایک سے اوپر اطلاق کرتے ہیں اور چار حاضر ہو جائیں چونکہ ثبوت زنا چار گواہوں سے ہے لیکن ایک جم غفیر ہو عبرت ہو کیونکہ طائفہ قرآن میں دیگر مقام پر استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا ترجیح اس بات کو ہے اگر

---

[22] ابو جعفر الطبری، **جامع البيان في تاويل القرآن**، 144/17
Abu Ja’far al Ṭabrī, Jām’e al Bayān fi Taveel al Qur’ān, 17:144

[23] النور ۲۴: ۲

Al Noor, 24:2

[24] أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري الماوردی، **النكت والعيون**، 72/4.
Abu Al- Ḥassan Alī bin Muḥammad bin Muḥammad bin Ḥabib al Baṣrī al Māwardī, Al nukat wal u’yūn ,4:72

جرائم عام ہو تو کثیر خلق کے سامنے ہو جرم کی شناعت ہو اور باقی عبرت پکڑیں۔ لیکن قرآن میں طائفۃ ایک جگہ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ[25] کہا ایک جگہ وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا [26] کہا ہے۔

طائفہ ایک سے ہزار تک اطلاق ہوتا ہے اور سورہ نور میں بھی طائفۃ فرمایا ہے۔[27] لہٰذا علامہ طبری نے تو چار گواہ تک فرمایا ہے شہادت زنا پر قیاس کرتے ہوئے دوسرا علامہ طبری نے فرمایا یہ امر استحبابی ہے لہٰذا انھوں نے کہا چار افراد تک بھی حاضر ہو جائیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کے ایک جم غفیر ہوتا کے شناعت کا اظہار ہو اور لوگ عبرت پکڑیں

حد قذف کی سزاء

نبی کریم ﷺ نے کسی عفیفہ پر برائی کے الزام کو اکبر الکبائر میں شمار کیا ہے اور اس کے لیے سزاء ہے اگر ثابت نہ کر سکے اسی کوڑے ہیں:

وَ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًاۚ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَۙ[28]

"اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر اس پر چار گواہ نہ لائیں تم ان کو اَسی کوڑے لگاؤ اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی لوگ فاسق ہیں۔ مگر جو لوگ توبہ کریں اس کے بعد اور درست کر لیں حالت پس بیشک اللہ بہت معاف اور رحم کرنے والا ہے۔"

---

[25] التوبہ ۹: ۱۲۲

Al Toba, 9:122

[26] الحجرات ۴۹: ۹

Al Ḥujrat, 49:9

[27] شمس الدین قرطبی، **الجامع فی تفسیر آیات الاحکام**، 82/6.

Shamas ul Deen Qurṭabī, Al Jām’e fī Tafsir Āyāt al Aḥkām, 6:82

[28] النور ۲۴: ۴

Al Noor, 24:4

تحقیق

علامہ ماوردیؒ فرماتے ہیں کسی پر برائی کی تہمت لگانا یہ اور پھر چار گواہ نہ پیش کر سکے تو یہ حد اللہ نے مقرر فرمائی ہے کہ اسی کوڑے لگاؤ اگر چار گواہوں سے ثابت نہ کرے، اس کو معاف نہیں کرنا باقی یہ حد آدمی کا حق ہے معافی نہیں ہے اس میں لازم ہے اس کو قائم کرنا یہ امام شافعی کی رائے ہے۔

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں یہ حقوق اللہ ہے کیونکہ یہ مال کی طرف منتقل نہیں ہوتا اور متاخرین فقہائے اکرام نے اس کو حق اللہ اور حق العبد دونوں کا مجموعہ کہا ہے اور شرائط حد قذف بلوغ اور عاقل اور مقذوف کا مسلمان ہونا پس اگر مقذوف کافر یا غلام ہے تو اس کے قازف کو تعزیز لگائے جائے گی اور حد نہ لگے گی اور قاذف اگر کافر ہے مکمل حد لگے گی اور اگر قاذف غلام ہے تو نصف حد لگے گی۔[29]

تین عقوبات ذکر فرمائیں اگر زنا کی تہمت لگائے اسی کوڑے مردود الشہادہ اور زمرۃ فاسقین میں شمار ہوگا اور پاک دامن محصنات فرمایا، محصنات کا اطلاق قرآن میں۔ آزاد اسلام، شادی شدہ اور پاک دامن پر ہوا ہے۔

قاضی ثناء اللہ تفسیر مظہری میں اس قول کو ترجیح دیتے ہیں کہ جو علامہ ماوردی نے متاخرین فقہا کا ذکر کیا ہے یہ حق العبد اور حق اللہ کا مجموعہ ہے حق العبد اس اعتبار سے کہ مقذوف سے عار دور کرنا ہے اگر قاذف گواہ نہ پیش کر سکے اس وجہ سے یہ حق العبد ہے اور پھر یہ زاجر ہے عالم سے شر فساد کو دور کرنے کے لیے حد ہے اور زواجر کے مشروع سے مقصود أخلاء العالم عن الفساد عالم کو فساد سے دور کرنا اس وجہ سے یہ حق اللہ ہے اسی وجہ سے یہ حد قذف حق العبد بھی ہے۔ اور جب حق العبد ہے تو مقذوف کا مطالبہ شرط ہے اس میں تاخیر کی وجہ سے گواہی باطل نہیں ہوتی تو مستأمن ذمی پر بھی ہے اور حق اللہ ہونے کی وجہ سے خود قائم نہیں کر سکتے بلکہ امام کو قائم کرنا لازم ہے اور ساقط ہونے کے بعد مال (جرمانہ) نہیں لیا جاتا اس پر البتہ اس میں امام اعظم حق اللہ کو حد قذوف میں غلبہ دیتے ہیں۔ امام شافعیؒ نے حق العبد کا غلبہ دیا ہے۔ اسی پر کئی مسائل متفرع ہوتے ہیں امام شافعیؒ کے ہاں اس میں میراث جاری ہوگی بخلاف امام اعظم کے یہ حق اللہ ہے اور حقوق العباد میں میراث ہوتی ہے جب کہ وہ مال یا مال کے حکم میں ہو جیسے کفالت ہے یا وہ حق جو مال کی طرف تبدیل ہو جیسے قصاص صلح علی المال کرے بہ نسبت حد کے وہ مقذف کے مرنے

---

[29] أبو الحسن علي بن محمد بن حبيب البصري الماوردی، **النکت والعیون**، 74/4.
Abu Al- Ḥassan Alī bin Muḥammad bin Muḥammad bin Ḥabib al Baṣrī al Māwardī, Al nukat wal u’yūn ,4:74

سے باطل ہو جاتی ہے کیونکہ دلیل شرعی کے ساتھ وارث کو خلیفہ بنانا ثابت نہیں کہ جس کو مطالبہ کا حق ہو جو حق کے ظاہر ہونے کے لیے شرط ہے۔

یہ امام اعظم کے ہاں معاف نہ ہو گی بخلاف امام شافعیؒ اور قصاص میں حق العبد غالب ہے معاف کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے اور حد قذف میں مال امام صاحب کے ہاں لینا جائز نہیں۔ البتہ اتنی بات ہے حق قذف میں جب حق اللہ اور حق العبد جمع ہے جیسے کہ تفصیل گزری حدود شبہات سے دور ہو جاتے ہیں دونوں حقوق میں سے ایک وجوب حد کا تقاضا کرے دوسرا اسقوط کا تقاضا کرے تو سقوط بہتر ہے حد نہ قائم کرنا کیونکہ معافی میں خطاء عقوبت میں خطاء سے بہتر ہے تو معاف کرنا مقذوف کا تو سقوط حد کا قول لیں گے جس کے امام شافعی قائل نہیں اگر مقذوف قاذف صلح علی المال پر راضی ہوں حق اللہ ہونے کی وجہ سے مال لازم نہ ہو گا تو تیسرا قول قابل ترجیح ہوا کہ یہ حد قذف دونوں حق، حق اللہ اور حق العبد کا مجموعہ ہے۔[30]

قاذف مقذوف کی شرائط

علامہ ماوردی نے فرمایا کہ حد قذف مکمل نہیں ہو گی بلوغ اور عقل کے بعد اور دونوں قاذف مقذوف آزاد ہوں اور اگر کافر یا غلام ہو اس کو تعزیر ہو گی جس نے قذف لگائی اور حد نہ لگے گی مقذوف کو اور اگر قاذف کافر ہو تو مکمل حد اور غلام کو آدھی حد لگے گی۔

تحقیق

بہرحال قاذف میں عقل بلوغ اور اختیار لازم ہے لان العقل مدارالتکلیف اسی طرح مجنون مکرہ بچے ان پر حد نہیں مکلف نہیں اسی طرح روایت ہے رُفِعَ القلَمُ عن أمتى الخطأ والنِّسيَان وَمَا اسْتُكرِهُوا عليه میری امت سے خطاء نسیان اور مجبور سے (جس پر زبردستی ہو) حرج اٹھالیا گیا ہے اور مجنون کا کلام قابل توجہ نہیں بچہ اگر قابل تکلیف الزام تہمت لگائے تو تعزیر ہو گی حد قائم نہ ہو گی کیونکہ بلوغ شرط ہے حد قائم ہونے کے لیے۔

---

[30] قاضی ثناءاللہ پانی پتی، ”تفسیری مظہری“، 342/6

Qāzī Thanā ullah Pānī Patī, Tafsir Mazharī, 6:342

آیت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے عفائف کو شامل ہے کافر مسلم آزاد غلام ہو کیونکہ وَ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ فرمایا ہے۔

مگر فقہائے عظام نے (۱) اسلام (۲) بلوغ (۳) عقل (۴) آزادی اور (۵) پاکدامنی یہ شرائط جس پر تہمت لگی ہو لازم قرار دی ہیں مقذوف کے لیے اسلام (مَنْ أَشْرَكَ بالله فَلَيْسَ لمُحصن) یہ حدیث ہے۔ جس نے شرک کیا وہ محصن نہیں تو شرک پر جو تہمت لگائے اس پر حد قائم نہ ہو گی۔

یہی بات علامہ ماوردی نے بھی نقل فرمائی ہے البتہ تعزیری سزا ہو گی اور ابن العربیؒ فرماتے ہیں کافر لا حُرمَةَ لَه کا الْفَاسِقِ المُلِعنِ لَاحُرُمَة کافر کی عزت کی فاسق ملعون کی طرح عزت کی حرمت نہیں۔[31] عقل اس لیے مشروع ہے زجر کے لیے کہ مقذف سے ضرور دور ہو اور کوئی مضرت نہیں فاقد العقل کے لیے لہٰذا اس پر تہمت لگانے والے کو حد نہیں لگے گی۔

بلوغ: اسی طرح صغیر لا یتصور منه الزّنا اس سے زنا متصور نہیں جس طرح نابینا سے دیکھنا تو حد نہ لگے گی۔

آزاد: حریت اور جمہور اس شرط پر بھی متفق ہیں اس لیے کہ غلام کا مرتبہ آزاد سے مختلف ہے اگر مقذوف غلام ہے تو قاذف کو تعزیری سزاء ہو گی۔

روایت ہے: (مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بِالزِّنَا، يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)[32] کہ جس نے اپنے مملوک کو تہمت لگائی قیامت کے روز اس پر حد قائم ہو گی یہاں ابن حزم نے البتہ جمہور کی مخالفت کی اگر غلام مقذوف ہو تو کوئی فرق نہیں آزاد غلام ہیں بہر حال عقلی توجیہ ابن حزم کی اس کے مقابل جمہور کے ہاں نقلی دلیل قول رسول ہے۔

محصنات: پاکدامن یہ قرآن سے ثابت ہے علامہ ماوردیؒ نے جو شرائط ذکر کی ہیں جمہور اس پر متفق ہیں۔

خلاصۂ کلام

ابن رشد مالکی فرماتے ہیں یہ مذکورہ بالا شرائط مقذوف میں ہوں کے جس پر تہمت لگی ہے اس پر اتفاق ہے اور قاذف کا عاقل بالغ ہونا یہ ضروری ہے۔[33]

---

[31] ابو بکر ابن العربی، **احکام القرآن**، 132/3.

Abu Bakar ibnul A’rbī, Aḥkām al Qur’ān, 3:132

[32] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري، **صحيح مسلم**، كتاب الأيمان، باب التغليظ علي من قذف مملوكه بالزنا، رقم الحديث: 1660.

Muslim bin al Ḥajjāj, Abu al Ḥussain al Qushairī, Ṣaḥiḥ Muslim, Kitāb al imān, Bāb al Taghliz A’la Man Qazafa Mamlokahu bizina, Raqam al Ḥadith:1660

توبہ سے فسق رفع ہو جائے گا مگر حد قائم ہو گی

وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ[34]

تحقیق

علامہ ماوردی فرماتے ہیں اگر قذف سے توبہ کی فسق رفع ہو جائے گا مگر حد ساقط نہ ہو گی قبول شہادت چار اقوال ہیں:

۱- امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور جمہور مفسرین کے ہاں حد سے قبل شہادت مقبول ہے اور حد کے بعد عدالت لوٹ آئی ہے فسق رفع ہو گیا تو بعد الحد بھی توبہ کے بعد گواہی مقبول ہے۔

۲- قاضی شریح قبل الحد مردود الشهادة أبدا۔

۳- امام صاحبؒ فرماتے ہیں حد سے قبل توبہ کی وجہ سے مقبول الشہادہ اور بعد حد کے نہیں۔

۴- حد کے بعد قبول اور حد سے قبل نہیں یہ ابراہیم نخعی کی رائے ہے۔[35]

توبہ سے کوڑوں کی سزا معاف نہیں البتہ مردود الشہادۃ اور فاسق ہونا اس کو بعض استثناء کو فسق تک محدود رکھتے ہیں توبہ کے بعد فاسق نہیں بعض نے دونوں کو اس میں شامل کرتے ہیں کہ مقبول الشہادہ بھی ہو گا، دوسرا قول اس کو قاضی شوکانی ترجیح دی ہے۔[36]

سبب اختلاف

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا استثنیٰ راجع ہے اخیر جملے کی طرف وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ تو ان سے فسق رفع ہو جائے گا جب وہ توبہ کرے گا لیکن گواہی قبول نہ ہو گی ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں دو اخیر کے جملے استثناء اس طرف راجع

---

[33] ابن رشد المالکی، **بدایۃ المجتہد**، 480/2
Ibne Rushad al Mālikī, Badāyat ul Mujtahid, 2:480

[34] النور ۲۴: ۴
Al Noor, 24:4

[35] أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري الماوردی، **النكت والعيون**، 75/4
Abu Al- Ḥassan Alī bin Muḥammad bin Muḥammad bin Ḥabib al Baṣrī al Māwardī, Al nukat wal u'yūn ,4:75

[36] محمد ابن علی شوکانی، **فتح القدیر**، 241/2.
Muḥammad ibne Alī Shokānī, Fatah al Qadeer, 2:241

ہے وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًاۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ کہ توبہ بھی قبول تو فسق رفع ہوا تو مقبول الشہادہ بھی۔ اور ابن جریر طبریؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے وَالصَّوابُ مِنَ القول في ذالك عندنا. أنّ الاستثناء مِنَ المعْنَيْن جَمِيْعًا أعْنى من قوله ولا تقبلولهم شهادةً ابدا واولئك هم الفاسقون. ہمارے ہاں اقوال میں درست بات یہ ہے کہ استثنیٰ دونوں سے ہے مراد اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا کا استثنیٰ وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ سے ہے اخیر کے دونوں جملوں سے ہے۔[37]

خلاصۂ بحث

امام شافعیؒ کے ہاں مقبول الشہادہ اور فسق دور ہو جائے گا کیونکہ ان کے ہاں استثنیٰ اخیر کے دونوں جملوں سے ہے۔ بخلاف امام ابو حنیفہؒ کے استثنیٰ اخیر جملہ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ سے ہے اصل یہ دونوں ائمہ کا اختلاف اصول میں ہے امام اعظمؒ کے ہاں استثنیٰ جب معطوف کلام کے بعد ہو تو وہ استثناء آخری جملہ کی طرف لوٹتا ہے لیکن امام شافعیؒ کے ہاں تمام جملوں کی طرف لوٹتا ہے امام صاحب فرماتے ہیں شہادت رد رہے گی یہ حق العبد ہے جو توبہ سے ساقط نہیں ہوتا۔ تفسیر النکت، تفسیر طبری کے بعد معروف تفسیر ہوئی اور نامور مفسرین اپنی تفاسیر میں ان کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں، ابن جوزی زادالمسیر میں، ابن تیمیہ اپنی تفسیر میں اور تفسیر قرطبّی میں بھی علامہ ماوردی کے تفسیری اقوال نقل کیے گئے ہیں۔ حد قذف کے لئے بالغ ہونا اور آزاد ہونا شرط ہے۔ تمام آئمہ زانی کو کوڑے لگانے کی سزا پر متفق ہیں البتہ آئمہ ثلاثہ اور احناف جلاوطنی کے حوالے سے متفق نہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

[37] ابو جعفر الطبری، **جامع البيان في تأويل القرآن**، 172/17.
Abu Ja'far al Ṭabrī, Jām'e al Bayān fī Tāveel al Qur'ān, 17:172